www.KitaboSunnat.com

عمران اسلم☆

کیا حدیثِ سبعہ أحرف متشابہات میں سے ہے؟

اِمام سیوطی رحمہ اللہ کے موقف کا تجزیہ

حدیث سبعہ أحرف کے بارے میں منکرین قراء ات بالخصوص حلقہ اشراق کا خیال یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے۔لہٰذا اس حدیث کی بنیاد پر ثابت ہونے والی قراء ات کی کوئی حقیقت نہیں، ہماری اس سلسلہ میں رائے یہ ہے کہ اہل علم کے ہاں محکم ومتشابہ کی تین مختلف قسمیں ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جو من وجہ محکم اور من وجہ متشابہ ہو، پس یہ حدیث اوّل تو متشابہات میں سے ہے نہیں اور اگر بعض اہل علم نے اسے متشابہ کہا بھی ہے تو بھی ان کا یہ قول محکم ومتشابہ کی مذکورہ تیسری قسم سے تعلق رکھتا ہے۔اس حدیث کا یہ معنی تو سب آئمہ کے نزدیک متفق علیہ اور محکم ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم کے الفاظ کے بارے میں ہے اور قرآن کو پڑھنے کے اختلافات کے ثبوت کے بارے میں متعین طور پر دلالت کرتی ہے،لیکن وہ اختلافات کس طرح ۷ کے عدد میں سموئے جاتے ہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے اور بعض اہل علم نے اس پہلو کے اعتبار سے اس حدیث کو متشابہ یا ظنی الدلالہ قرار دیا ہے۔پس اس حدیث کو من وجہ متشابہ قرار دینے سے اس حدیث کی صحت یا ثبوت قراء ات سے متعلق دلالت کس طور پر متشابہ یا غیر متعین نہیں۔قارئین رُشد کو انہی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے زیرنظر موضوع کا مطالعہ کرنا چاہئے۔یاد رہے کہ اس موضوع پر اس سے قبل ماہنامہ رُشد قراء ات نمبر کے حصہ اوّل میں صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۳ اور ۵۱۲ تا ۵۱۴ اور حصہ دوم کے صفحہ ۳۴۷ تا ۳۵۱ اور شیخ القراء قاری محمد طاہر رحیمی صاحب کا مستقل مضمون صفحہ نمبر ۲۴۳ شامل اشاعت ہے۔ [ادارہ]

حدیث سبعہ أحرف کے بارے میں متجددین کے ایک طبقے کا خیال ہے کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے، اور اس کا مفہوم ایک ایسا معمہ ہے جسے کوئی شخص اس اُمت کی پوری تاریخ میں کبھی حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔اور اِستدلال کیا جاتا ہے امام سیوطی رحمہ اللہ کے اس قول سے کہ جس میں انہوں نے فرمایا:

’’إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فالمراد به أكثر من ثلاثين قولا حكيتها في الإتقان والمختار عندي أنه من المتشابه الذي لا يدرى تأويله‘‘[زهر الربى شرح سنن النسائي: ۱/۱۵۰]

’’قرآن کریم کا نزول سات حروف پر ہوا ہے، اور اس کی مراد میں تیس سے زیادہ اَقوال بیان کئے گئے ہیں جن کو میں نے اپنی کتاب ’الإتقان‘ میں رقم کیا ہے۔ میرے نزدیک ان میں سے مختار قول یہ ہے کہ حدیث سبعہ اَحرف متشابہات میں سے ہے جس کی تاویل معلوم نہیں ہوسکی۔‘‘

اس میں تو دو رائے نہیں ہیں کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے سبعہ اَحرف کے مفہوم کو مُجملہ متشابہات میں سے قرار دیا ہے

☆ فاضل كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورُکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اُنہوں نے اسے متشابہ کہا ہے تو کس اِعتبار سے؟ کیا متشابہ اُمور سے آگاہ ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ اور کیا امام صاحب کا حدیث سبعہ کو متشابہات میں سے قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ پوری اُمت متنوع قراءاتِ قرآنیہ سے بیک جنبش قلم صرف نظر کرلے؟ اس کی وضاحت کے لیے ہمیں امام موصوف کی کتاب 'الإتقان فی علوم القرآن' کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جس میں اُنہوں نے محکم و متشابہ سے متعلق تفصیلی بحث کرتے ہوئے اس مسئلے پر متعدد اَقوال کا تذکرہ کیا ہے۔جن میں سے کچھ یہ ہیں:

◉ المحكم ما عرف المراد منه، إما بالظهور وإما بالتأويل، والمتشابه: ما استأثر الله بعلمه، كقيام الساعة، وخروج الدجال، والحروف المقطعة في أوائل السور.

''جس اَمر کی مراد صاف طور پر یا تاویل کے ذریعہ سے معلوم ہوجائے وہ محکم ہے اور جس چیز کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی لئے خاص کیا ہے جیسے قیامت کا قائم ہونا اور دجال کا خروج اور سورتوں کے اَوائل کے حروف مقطعہ یہ سب متشابہ ہیں۔''

◉ المحكم ما وضح معناه، والمتشابه نقيضه

''جس چیز کے معنی واضح اور کھلے ہیں وہ محکم ہے اور جو اس کے برعکس ہے وہ متشابہ ہے۔''

◉ المحكم ما لا يحتمل من التأويل إلا وجها واحدا، والمتشابه ما احتمل أوجها.

''جس امر کی ایک ہی وجہ پر تاویل ہوسکے وہ محکم ہے اور جس کی تاویل کی کئی وجوہ کا احتمال رکھتی ہو وہ متشابہ ہے۔''

◉ المحكم ما كان معقول المعنى، والمتشابه: بخلافه، كإعداد الصلوات، واختصاص الصيام برمضان دون شعبان.

''جس بات کے معنی عقل میں آتے ہیں (یعنی ان کو عقل قبول کرتی ہے) وہ محکم ہے۔اور جو اَمر اس کے خلاف ہو وہ متشابہ ہے مثلاً نمازوں کی تعداد اور روزوں کا ماہ رمضان ہی کے لیے خاص ہونا اور شعبان میں نہ ہونا۔''

پھر اس میں بھی تفصیلی بحث موجود ہے کہ آیا متشابہ اُمور سے آگاہ ہونا ممکن ہے یا نہیں؟

یہ اِختلاف دراصل قرآنی آیت ﴿ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ...... ﴾ [آل عمران:۷] پر وقف کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں رونما ہوا ہے۔ایک خیال یہ ہے کہ 'والراسخون فی العلم' معطوف ہے اور 'یقولون' اس کا حال واقع ہوا ہے۔اس صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ متشابہات کی تاویل اللہ تعالیٰ اور راسخون فی العلم جانتے ہیں۔اور دوسرا خیال یہ ہے کہ 'والراسخون فی العلم' مبتدا اور 'یقولون' اس کی خبر ہے۔اور 'والراسخون' میں جو 'واؤ' ہے وہ عاطفہ نہیں بلکہ استینا فیہ ہے۔اس صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ متشابہات کی مراد اصلی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

الإتقان کا جائزہ لیں تو ہمیں اس سے متعلق تین طرح کے اَقوال ملتے ہیں۔

① متشابہ قرآن کے علم پر آگاہ ہونا ممکن ہے۔

② اس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔

③ متشابہ اُمور سے بعض راسخون فی العلم آگاہ ہوسکتے ہیں۔

اِمام سیوطی رحمہ اللہ نے دلائل کی روشنی میں ان تینوں اَقسام کی تفصیلی وضاحت کی ہے اور اخیر میں علامہ راغب رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے،جس میں وہ کہتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جميع المتشابه على ثلاثة أضرب: ضرب لا سبيل إلى الوقوف عليه، كوقت الساعة، وخروج الدابّة، ونحو ذلك. وضرب للإنسان سبيل إلى معرفته، كالألفاظ الغريبة والأحكام القلقة. وضرب متردد بين الأمرين، يختص بمعرفته بعض الراسخين في العلم ويخفى على من دونهم، وهو المشار إليه بقوله ﷺ لابن عباس: اللهم فقهّه فى الدين.“

”متشابہ تین اَقسام میں منقسم ہیں:

① جس کو معلوم کر سکنے کی کوئی سبیل ہی نہیں۔ مثلاً قیامت کا وقت اور دابة الأرض کے نکلنے کا زمانہ یا اَیسے اور اُمور۔

② متشابہات کی دوسری قسم وہ ہے کہ انسان ان کی معرفت کا راستہ پا سکتا ہے جیسے غریب الفاظ اور دقت میں ڈالنے والے اَحکام۔

③ متشابہات کی تیسری قسم وہ ہے جو مذکورہ بالا قسموں کے مابین تذبذب کی حالت میں پائی جاتی ہے۔ اس کی شناخت بعض راسخین فی العلم کے لئے مخصوص ہے اور جو ان سے علم وفضل میں کمتر ہوتے ہیں، ان پر اس کے معانی منکشف نہیں ہوتے۔“

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اگر حدیث سبعہ اَحرف کو متشابہات میں سے قرار دیا ہے تو متشابہات کی اس تیسری قسم میں سے کہ جن کی شناخت بعض راسخین فی العلم کے لیے خاص ہے۔ نہ کہ متشابہات کی اس قسم میں سے کہ جس کو معلوم کر سکنے کی کوئی سبیل ہی نہیں۔ ان کے قول سے یہ اِستدلال کرنا کہ اُنہوں نے اُسے متشابہات میں سے قرار دے کر یہ معنی مراد لیا ہے کہ دنیا کا کوئی شخص سبعہ کے معانی کی وضاحت نہیں کر سکتا تو یقینی طور پر یہ بدیہی حقائق سے چشم پوشی ہے۔ اِمام سیوطی نے اپنی کتاب میں متشابہات کے جو فوائد گنوائے ہیں متجددین حضرات اگر وقت نکال کر ان پر ایک نگاہ ڈالنے کی زحمت گوارا کر لیں تو ممکن ہے امام صاحب کا مؤقف سمجھنے میں مدد ملے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ متشابہات کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

متشابہات کا ایک فائدہ یہ ہے:

”الحث للعلماء على النظر الموجب للعلم بغوامضه، والبحث عن دقائقه، فإن استدعاء الهمم لمعرفته ذلك من أعظم القرب.“

”یہ علماء کو ایسے غور پر آمادہ کرنے کا موجب ہے جس سے قرآن شریف کی مخفی باتوں کا علم حاصل ہوتا اور اس کی باریکیوں کی کرید کرنے کا شوق پیدا ہوا کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دقائق قرآن شریف کی طرف ہمتوں کا مائل ہونا بہت بڑا قرب ہے۔“

دوسرا فائدہ یہ ہے: ”ظهور التفاضل، وتفاوت الدرجات إذا لو كان القرآن كله محكما لا يحتاج إلى التاويل ونظر لا ستوت منازل الخلق، ولم يظهر فضل العالم على غيره.“

”متشابہ اُمور سے انسانوں کا فہم میں باہم کم وبیش ہونا اور ان کے درجوں کا تفاوت عیاں ہوتا ہے ورنہ اگر تمام قرآن شریف اسی طرح کا محکم ہوتا جس میں تاویل اور غور کی حاجت نہ پڑتی تو اس کے سمجھنے کے بارے میں تمام خلق کا درجہ یکساں اور مساوی ہو جاتا اور عالم کی بزرگی غیر عالم پر ظاہر نہ ہو سکتی۔“

اسی طرح ایک فائدہ یہ ہے:

”أنه يوجب مزيد المشقة في الوصول إلى المراد، وزيادة المشقة توجب مزيد الثواب.“

[الإتقان:۲/۲۲،۲۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''متشابہات کا وارد کرنا معنی مراد کی تہہ تک پہنچنے میں مزید مشقت کرنے کا موجب ہے اور جتنی مشقت زیادہ ہو اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ملے گا۔''

سابقہ بحث سے اس بات کی تو وضاحت ہوگئی کہ ان کے ہاں متشابہات میں متعدد اِحتمالات موجود ہوتے ہیں، ان میں سے جہاں ایک احتمال یہ ہوتا ہے کہ متشابہات کی شناخت بعض راسخین فی العلم کے لئے مخصوص ہے تو وہیں ایک احتمال یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور اس قسم کے متشابہات میں پڑنے کو سخت ناپسند اور اَہل زیغ کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

"فإذا رأيت الذين يتبعون ما تشابه منه ، فأولئك الذين سمى الله فاحذروهم ."

''تم جب ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن مجید کی متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں تو یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے، لہٰذا تم ان سے بچ جاؤ۔''

جبکہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے سبعہ اَحرف کے مفہوم سے متعلق اپنی آراء کا اِظہار فرمایا ہے۔علامہ موصوف صحیح بخاری کی شرح 'التوشیح' میں حدیث سبعہ اَحرف کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

"اختلف في المراد بها على نحو أربعين قولا بسطتها في الإتقان وأقربها قولان: أحدهما: أن المراد سبع لغات وعليه أبو عبيد، وثعلب، والأزهرى، وآخرون، وصححه ابن عطية، والبيهقى .

والثانى: أن المراد سبعة أوجه من المعانى المتفقة بألفاظ مختلفة نحو: أقبل، وتعال، وهلم، وعجل، وأسرع ." [التوشيح شرح جامع الصحيح:۳۱۷۲/۷]

''اَحرف سبعہ کی مراد سے متعلق چالیس کے قریب اَقوال بیان کئے گئے ہیں جن کو میں نے الإتقان میں ذکر کیا ہے۔ میرے نزدیک ان میں سے اَقرب ترین دو قول ہیں:

① یہ کہ اس سے مراد سات لغات ہیں۔ یہ قول ابو عبید رحمہ اللہ، ثعلب رحمہ اللہ، اَزہری رحمہ اللہ اور دیگر حضرات کا ہے، جسے ابن عطیہ رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

② یہ کہ اس سے مختلف اَلفاظ کے ساتھ متفق معانی کی سات وُجوہ مراد ہیں۔جیسا کہ: أقبل، وتعال، وهلم، وعجل، وأسرع۔''

اس کے ساتھ ہی لکھتے ہیں:

"والمختار أن هذا الحديث من المشكل الذي لا يدرى معناه، كمتشابه القرآن والحديث، وعليه ابن سعدان النحوي ." [ایضاً]

''میرے نزدیک مختار قول یہ ہے کہ یہ حدیث ان مشکلات میں سے ہے جس کا معنی معلوم نہیں کیا جا سکا، یہ قرآن کریم اور حدیث کے متشابہ کے مانند ہے اور یہی مذہب ابن سعدان النحوی کا ہے۔''

اِمام سیوطی رحمہ اللہ نے اگرچہ یہاں یہ تو کہہ دیا ہے کہ اس کا معنی مجھے معلوم نہیں ہوسکا ہے لیکن ساتھ ساتھ وہ حدیث سبعہ کے مفہوم میں بیان کیے جانے والے اَقوال میں سے قریب ترین کی طرف اِشارہ بھی کر رہے ہیں جس کا صاف صاف مطلب یہی ہے کہ امام موصوف کے ہاں یہ ان متشابہات میں سے نہیں جس کو معلوم کرنے کی کوئی سبیل ہی نہیں ہے۔اگر اِمام صاحب کی مراد متشابہات کی پہلی قسم ہوتی تو وہ حدیث سبعہ کی وضاحت کر کے نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ مذکورہ بالا وعید کا یقینی مصداق ٹھہرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا امام سیوطی رحمہ اللہ کے قول کو بنیاد بنا کر متنوع قراءاتِ قرآنیہ کا اِنکار کرنا کسی طور بھی درست نہیں ہے۔ امام موصوف تو قراءات قرآنیہ کے متبحر عالم اور عشرہ قراءات کی بھر پور تائید کرنے والے ہیں۔ اپنی کتاب الإتقان میں انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

’’القراء ة سنة متبعة يأخذها الآخر عن الأول . ‘‘ [۷۵/۱]

’’قراءات سنتِ متبعہ (سنتِ متواترہ) ہے جسے بعد میں آنے والے متقدمین سے حاصل کریں گے۔‘‘

اسی طرح الإتقان ہی میں متنوع قراءاتِ قرآنیہ سے متعلقہ اِمام جزری رحمہ اللہ کے قول کونقل فرماتے ہیں:

”كل قراءة وافقت العربية ولو بوجه، ووافقت أحد المصاحف العثمانية ولو احتمالا، وصح سندها، فهي القراءة الصحيحة التي لا يجوز ردها ولا يحل إنكارها، بل هي الأحرف السبعة التي نزل بها القرآن، ووجب على الناس قبولها سواء كانت عن الأئمة السبعة، أم عن العشرة، أم عن غيرهم من الأئمة المقبولين‘‘. [الإتقان:۱۵۲/۱]

’’ہر ایک ایسی قراءت جو کسی وجہ سے بھی عربی زبان کے موافق ہو اور مصاحفِ عثمانیہ میں سے کسی مصحف کے ساتھ خواہ اِحتمالی طور بھی مطابق ہو۔ پھر اس کی سند صحیح ثابت ہو تو ایسی قراءت کو نا قابل رد اور صحیح قراءت شمار کیا جائے گا۔ اس کے ماننے سے اِنکار کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ وہ قراءت انہی حروف سبعہ میں شامل ہوگی جن پر قرآن کا نزول ہوا ہے اور لوگوں پر اس کا قبول کرنا واجب ہوگا۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ قراءت ساتویں یا دسوں اماموں کی طرف مروی ہوئی ہے یا ان کے ماسوا دوسرے مقبول اماموں کی جانب سے۔‘‘

اِمام سیوطی رحمہ اللہ نے اس قول کو قراءاتِ قرآنیہ سے متعلق سب سے بہتر کلام قرار دیا ہے۔

اور تو اور امام صاحب کی قراءاتِ قرآنیہ پر لکھی جانے والی متعدد کتب اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ سبعہ اَحرف کی تعیین سے متعلق مختلف تشریحات کے باوصف ثابت شدہ قراءات قرآنیہ سے سرمو انحراف قرآنی آیات سے اِنحراف کے مترادف ہے۔ ان کی قراءات پر لکھی جانے والی کتب درج ذیل ہیں:

① شرح الاستعاذة والبسملة ② الإنصاف في تمييز الأوقاف
③ الدر النشير في قراءة ابن كثير ④ الألفية في القراءات العشرة.
⑤ شرح حرز الأماني ووجه التهاني (للشاطبي)

علاوہ اَزیں امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’التحبير في علم التفسير‘ میں ایک مستقل نوع ’قراء ات النبي صلى الله عليه وسلم‘ کے نام سے قائم کی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کردہ متعدد قراءات کو لائے ہیں۔ جن میں سے چند ذیل میں ملاحظہ ہوں:

❶ خارجہ کے طریق سے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بغیر الف کے ﴿فَرُهُنٌ مَقْبُوضَةٌ﴾ [البقرۃ:۲۸۳] پڑھایا۔

❷ داود بن الحصین کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کے فتح کے ساتھ ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ﴾ [آل عمران:۱۶۱] پڑھا۔

❸ زہری رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع کے ساتھ ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ﴾ [المائدۃ:۴۵] پڑھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❹ عبد الرحمٰن بن غنم الأشعری کے طریق سے ایک روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ﴿هَلۡ يَسۡتَطِيعُ رَبُّكَ﴾ اور ﴿هَلۡ تَسۡتَطِيعُ رَبَّكَ﴾[المائدۃ:۱۱۲] سے متعلق سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تا کے ساتھ ﴿هَلۡ تَسۡتَطِيعُ﴾ پڑھایا تھا۔

❺ ابن زبیر کے طریق سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاد کے ساتھ ﴿لَّسۡتَ عَلَيۡهِم بِمُصَيۡطِرٍ﴾[الغاشیۃ:۲۲] پڑھا۔

اس سے یہ نتیجہ اَخذ کرنا مشکل نہیں ہے کہ امام سیوطی رحمہ اللہ متنوع قراءات پر اِصرار کرنے والے ہیں نہ کہ ان کا اِنکار کرنے والے۔ حافظ زبیر صاحب اس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

امام سیوطی رحمہ اللہ کیا قراءات کو نہیں مانتے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے وہ قراءاتِ عشرہ کے قائل ہیں۔ ان کی 'الإتقان' اٹھا کر دیکھ لیں تو قراءات کے بارے میں ان کا مؤقف واضح ہوجائے گا۔ غامدی صاحب کے علم میں اِضافہ کے لیے ہم ذکر کیے دیتے ہیں کہ اِمام سیوطی رحمہ اللہ تو درکنار ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ سلف وخلف میں سے قراءات کا اِنکار کسی امام نے نہیں کیا اور نہ متنوع قراءاتِ قرآنیہ کو ماننے میں انہیں کوئی شبہ ہے، اختلاف صرف سبعہ اَحرف کی تعیین میں ہے، جسے غامدی صاحب نے کم فہمی سے متنوع قراءات کو نہ ماننے کی بنیاد کے طور پر پیش کردیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سبعہ اَحرف کے مفہوم کے ضمن میں پیش کردہ تمام اَقوال کے قائلین کے درمیان ایک شے بہر حال قدر مشترک ہے کہ وہ تمام قرآن کریم میں پڑھنے کے متعدد اَسالیب کے قائل ہیں۔ [رُشد قراءات نمبر دوم، ص۵۱۳]

اِمام سیوطی رحمہ اللہ کے ہاں قراءات قرآنیہ میں اختلاف قراء کی کیا حیثیت ہے؟ اس کا جائزہ ان کی تفسیر 'تفسیر جلالین' کی چند امثلہ سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ حافظ فیاض حسن جمیل اپنے مقالہ 'الإمام جلال الدین السیوطی وأهم آثاره فی علم القراءات' میں رقمطراز ہیں:

❶ قرآن کریم کی آیت ﴿يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَمَا يَخۡدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُونَ﴾[البقرۃ:۹] میں متنوع قراءات سے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ آیت میں موجود لفظ ﴿وَمَا يَخۡدَعُونَ﴾ میں ایک قراءت ﴿وَمَا يُخَٰدِعُونَ﴾ ہے۔ [تفسیر جلالین:۵،۶]

❷ قرآن کریم کی ایک آیت ﴿وَلَا تُقَٰتِلُوهُمۡ عِندَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَٰتِلُوكُمۡ فِيهِۖ فَإِن قَٰتَلُوكُمۡ فَٱقۡتُلُوهُمۡۗ كَذَٰلِكَ جَزَآءُ ٱلۡكَٰفِرِينَ﴾[البقرۃ:۱۹۱] میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ آیت میں موجود تینوں افعال ایک قراءت میں بغیر الف کے ہیں: ﴿وَلَا تَقۡتُلُوهُمۡ عِندَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ حَتَّىٰ يَقۡتُلُوكُمۡ فِيهِۖ فَإِن قَتَلُوكُمۡ فَٱقۡتُلُوهُمۡۗ كَذَٰلِكَ جَزَآءُ ٱلۡكَٰفِرِينَ﴾[تفسیر جلالین:۳۷]

❸ قرآن کریم کی ایک اور آیت ﴿وَرَٰوَدَتۡهُ ٱلَّتِي هُوَ فِي بَيۡتِهَا عَن نَّفۡسِهِۦ وَغَلَّقَتِ ٱلۡأَبۡوَٰبَ وَقَالَتۡ هَيۡتَ لَكَ......الآیۃ﴾[یوسف:۲۳] میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ آیت کے لفظ ﴿هَيۡتَ لَكَ﴾ میں ایک قراءت ہاء کے کسرہ اور تاء کے ضمہ کے ساتھ ﴿هِيۡتُ لَكَ﴾ بیان کی گئی ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ نے 'الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور' میں بھی اَحادیث نبویہ کی مدد سے مختلف قراءات قرآنیہ تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں۔ بطور مثال ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاً: امام سیوطی رحمہ اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت ﴿صِرٰطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ [الفاتحہ:۷]

میں درج ذیل مؤقف بیان کرتے ہیں:

① وکیع، ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری رحمہم اللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے طرق سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نماز میں ”صرط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین“ پڑھا کرتے تھے۔

② اسی طرح ابوعبید، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری رحمہم اللہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز میں ”صرط من انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین“ کی قراءت کرتے تھے۔

③ ابن الأنباری ابوالحسن رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہاء اور میم کے کسرہ اور ثبوت یاء کے ساتھ ”عَلَیْهِمِی“ پڑھا کرتے۔

④ ابن الانباری أعرج رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ہاء اور میم کے ضمہ اور واؤ کے الحاق کے ساتھ ”عَلَیْهُمُوْ“ پڑھتے۔

⑤ ابن الانباری، عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ہاء کے کسرہ، میم کے ضمہ اور واؤ کے الحاق کے ساتھ ”عَلَیْهِمُوْ“ پڑھتے ہیں۔

⑥ ابن الانباری ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہاء اور میم کے ضمہ اور واؤ کے بغیر ”عَلَیْهُمُ“ کی قراءت کرتے ہیں۔

⑦ ثعلبی، ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ﴿أَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ کی قراءت کی۔

[الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور:۱/۴۰،۴۱]

امام سیوطی رحمہ اللہ سورۃ بقرۃ کی آیت ﴿وَاِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ...الآیة﴾ [البقرۃ:۸۵] کے تحت رقمطراز ہیں:

① اس آیت کے ضمن میں سعید بن منصور رحمہ اللہ، ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﴿وَاِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسْرٰی تَفْدُوْهُمْ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

② سعید بن منصور رحمہ اللہ، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ﴿اُسْرٰی تُفٰدُوْهُمْ﴾ بالامالہ پڑھتے تھے۔

③ ابن ابی داؤد اَعمش رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہماری قراءت ﴿وَاِنْ یُّؤْخَذُوْا تَفْدُوْهُمْ﴾ کی ہے۔ [الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور:۲۱۲]

المختصر امام سیوطی رحمہ اللہ کے قول کی بنیاد پر متنوع قراءاتِ قرآنیہ کا انکار سراسر حقائق سے منہ موڑنے کے مترادف ہے سچ تو یہ ہے کہ امام صاحب قراءات عشرہ کی بھرپور تائید اور تفسیر قرآن اور دیگر تشریعی مسائل میں ان سے مدد لینے والوں میں سے ہیں۔ غامدی صاحب اگر پھر بھی قراءاتِ عشرہ کے انکار پر بضد ہیں تو اپنا شوق ضرور پورا کریں لیکن امام سیوطی رحمہ اللہ کے سر اس قسم کا الزام تھوپنے سے باز رہیں۔ انہوں نے حدیث سبعہ اَحرف کو متشابہات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے شمار کیا ہے تو صرف اور صرف اس اعتبار سے کہ عشرہ قراءات کو 'سبعہ اَحرف' میں کیسے سمویا جائے۔

سبعہ اَحرف پر بیان کیے جانے والے اَقوال

دوسری بات یہ ہے کہ حدیث سبعہ اَحرف کو اس اعتبار سے متشابہ قرار دیا جاتا ہے کہ اس کے مفہوم میں بہت زیادہ اَقوال کا ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ اُمت میں سبعہ اَحرف کا کوئی مفہوم متعین نہیں ہوسکا ہے۔لیکن اگر غیر جانبداری اور حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو اس حقیقت سے اِنکار ممکن نہیں ہے کہ شریعت اِسلامیہ کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جن پر اُمت کی طرف سے ایک ایک مسئلے پر پچاس سے بھی زیادہ آراء بیان کی گئی ہیں اور ان آراء میں سے بہت سی ایسی بھی ہیں جن کا نفس مسئلہ سے تعلق ہی نہیں ہوتا تو کیا اس کی بناء پر اصل مسئلہ ہی کو ترک کر دیا جاتا ہے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔بالکل اسی طرح سبعہ اَحرف کے مفہوم پر بیان کئے جانے والے اکثر اَقوال سبعہ اَحرف سے مطابقت ہی نہیں رکھتے۔ بطور مثال ہم چند ایک اَقوال ذکر کرتے ہیں جن سے یہ ثابت کرنے میں دشواری نہیں ہوگی کہ حدیث سبعہ احرف کے ساتھ ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے:

① یہ کہ سبعہ اَحرف سے یہ سات اَشیاء مراد ہیں۔ مطلق، مقید، عام، خاص، مؤول، ناسخ ومنسوخ، مجمل ومفسر، استثناء اور اس کی اَقسام۔ یہ بعض اصولیین کا مذہب ہے۔

② یہ کہ اس سے مراد حذف وصلہ، تقدیم وتاخیر، قلب واستعارہ، تکرار وکنایہ، حقیقت ومجاز، مجمل ومفسر، ظاہر اور غریب ہیں۔ یہ بعض اہل لغت کا مذہب ہے۔

③ یہ کہ سبعہ اَحرف سے مراد تذکیر وتانیث، شرط وجزا، تصریف واعراب، اَقسام اور جواب اَقسام، جمع وتفریق، تصغیر وتعظیم اور اختلافات ادوات۔ یہ بعض نحویوں کا مذہب ہے۔

④ یہ کہ اس سے مراد معاملات کی سات اَقسام ہیں، جو یہ ہیں: زہد وقناعت، حزم وخدمت، سخاوت واستغناء، مجاہدہ ومراقبہ، خوف ورجاء، صبر وشکر اور محبت وشوق۔ یہ بعض صوفیوں کا مذہب ہے۔

⑤ یہ کہ سبعہ اَحرف سے مراد وہ سات علوم ہیں جن پر قرآن حکیم مشتمل ہے۔

علم الإثبات والإیجاد، علم التوحید والتنزیه، علم صفات الذات، علم صفات الفعل، علم صفات العفو والعذاب، علم الحشر والحساب اور علم النبوات والامامات۔

حدیث سبعہ اَحرف کے ضمن میں بیان کیے جانے والے اکثر اَقوال کے قائلین مجہول ہیں اور ان میں سے بہت سے سارے اَقوال ایسے ہیں جنہیں حدیث سبعہ کے ذیل میں پیش کرنا حقائق سے منہ موڑنے کے مترادف ہے۔

سبعہ اَحرف سے مراد

لغوی طور پر حرف کا لفظ چھ معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

① حافہ ② ناحیہ ③ وجہ
④ طرف ⑤ حد ⑥ کسی چیز کا ٹکڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① حرف بمعنی وجہ

یہ لغوی معنی کے مطابق ہے یعنی قرآن سات وجوہ پر نازل ہوا ہے اور ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ﴾[الحج:۱۱] ''بعض لوگ اللہ کی عبادت ایک وجہ پر کرتے ہیں۔'' بھی اسی معنی میں ہے۔ پھر آگے اس کی توضیح فرمائی ہے کہ اگر ان کو خیر حاصل ہوتی ہے تو ایمان پر جمے رہتے اور عبادت کرتے ہیں اور اگر سختی، نقصان اور آزمائش کی حالت پیش آجاتی ہے تو کفر اختیار کرکے عبادت چھوڑ دیتے ہیں۔

② حرف بمعنی قراءت

حرف کا یہ معنی مجازی ہے اور یہ اس بناء پر کہ عرب کی عادت ہے کہ کبھی کسی شے کا وہ نام بھی رکھ دیتے ہیں جو اس چیز کا جزو، قریب، مناسب، سبب یا اس سے تعلق رکھنے والی کسی چیز کا نام ہو۔ بس چونکہ مختلف قراءات حروف میں تغیر سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً حرکات کی تبدیلی، ایک حرف کا دوسرے سے ابدال، تقدیم وتاخیر، اِمالہ، زیادتی وکمی اس لیے عرب کے استعمال پر اعتماد کرتے ہوئے رسالت مآب ﷺ نے قراءت کو حرف فرما دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں جو سبعہ اَحرف کا لفظ استعمال ہوا ہے، وہ لغوی اعتبار سے وجہ کے معنی میں ہے اور مجازاً قراءات کے معنی میں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے جو مشہور اِختلاف ہوا تھا اس کے ضمن میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے فرمایا: وهو يقرأ على حروف كثيرة، پھر بعد ازاں اسی اختلاف حروف کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: فقرأ عليه القراءة التي سمعته يقرأ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے 'علی حروف' کہا پھر انہی حروف کو 'القراءة' سے تعبیر فرمایا۔

اسی طرح حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''فقرأ قراءة أنكرتها عليه'' ''اس نے اپنے ساتھی کے علاوہ کوئی دوسری قراءۃ پڑھی ہے۔'' [صحیح مسلم:۸۲۰]

اس تقریر سے یہ بات واضح ہوئی کہ حدیث میں 'حروف' سے مراد معانی ومطالب کے بجائے قراءت اور تلاوت سے متعلقہ پڑھنے کے سات اَسالیب مراد ہیں، اور یہ حروف ائمہ عشرہ کی قراءات میں موجود ہیں۔

علاوہ اَزیں سلف وخلف میں سے تمام لوگوں نے سبعہ اَحرف کی تشریحات پیش کی ہیں جو اس کی سب سے بڑی دلیل ہیں کہ سبعہ اَحرف متشابہات میں سے نہیں، کیونکہ اگر یہ متشابہات میں سے ہوتی تو جمیع اہل علم کو اس کی حقیقت بیانی کی ضرورت ہی نہیں تھی، سبعہ اَحرف کے مفہوم میں پیش کئے جانے والے تمام اَقوال بہر حال اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ ان کے قائلین قرآن کریم میں پڑھنے کے متعدد اَسالیب کے قائل ہیں۔

نتیجہ بحث یہ ہے کہ تعدد قراءات یا متنوع اَسالیب تلاوت (سبعہ اَحرف) کے نزول پر تو پوری اُمت کا اِجماع ہے، بحث صرف سبعہ اَسالیب تلاوت (سبعہ اَحرف) کی تعیین کے بارے میں ہے، جو کہ ایک علمی بحث ہے اور متنوع قراءات کے ثبوت سے اس کا تعلق بھی اضافی ہے۔ سلف وخلف کے تمام علماء کرام متنوع قراءات قرآنیہ کو تسلیم اور ان کی بھرپور تائید کرنے والے ہیں۔ علماء کرام کے درج ذیل اقوال ملاحظہ کیجیے:

- ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگر ہم قراءاتِ سبعہ میں غور وخوض کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قراءتِ متواترہ، مشہورہ اور (علماء فن کے ہاں) مقبولہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔نسل درنسل لوگوں نے ان کونقل کیا اور یہ قراء ات مصحف عثمانی کے موافق ہیں۔ جو قراء ات مصحف عثمانی کے مطابق مشہور اور متواتر ہیں ان پر نسل در نسل لوگوں نے اجماع نقل کیا ہے۔'' [فتح الغفار:۱/۸۷]

◉ قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں:

''صحابہ نے لوگوں کو مصحف عثمانی پر جمع کیا انہوں نے منزل متواتر قراء ات میں سے کچھ بھی ہم تک پہنچنے سے نہیں روکا۔ قراء ات متنوعہ ثبوت کے اعتبار سے متواتر ہیں جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور صحیح ترین قراء ات کا علم حاصل کرنا ہم پر واجب ہے۔'' [المغنی:۵۹،۶۰]

◉ احمد الونشریشی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''ہم سب پر واجب ہے کہ منقول قراء ات متواترہ پر ایمان لائیں۔ یہ بات دینی اور عقلی طور پر ناممکن ہے کہ ان میں تصحیف (غلطی) یا تحریف ہوئی ہو۔'' [المعیار المعرب:ص۸۷]

◉ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''متواتر کا اِنکار صحیح نہیں، کیونکہ اِس پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے۔قراء ات کا تواتر ایسے حتمی امور میں سے ہے جن کا جاننا واجب ہے۔'' [شرح الفقه الاکبر:۱۶۷]

◉ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ نے اللہ کی اجازت کے ساتھ جو قراء ات بھی احرف سبعہ میں سے امت کو پڑھائیں ہمارے نزدیک صحیح ہیں صحابہ کرام نے ان قراء ات کو (عقیدہ) قرآن کے ساتھ پڑھا۔ جب کسی پڑھنے والے کی قراء ت رسم مصحف کے مطابق ہو تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ اسے غلط کہیں۔'' [الإبانة:ص۶۰]

◉ اِمام ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراء اتِ سبعہ بلکہ عشرہ (کے پڑھنے پڑھانے) پر اعصار (زمانوں کے زمانے) اور اَمصار (شہروں کے شہر) گزر چکے ہیں۔ان کی نماز میں تلاوت کی جاتی تھی کیونکہ یہ اِجماع سے ثابت شدہ ہیں۔'' [أبحاث قراءات القرآن الكريم:ص۲۵]

◉ اِمام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کسی بھی عالم نے قراء اتِ عشرہ کا انکار نہیں کیا ہاں جس کو قراء ات کا علم نہیں یا وہ قراء ت اس کے نزدیک ثابت نہیں جیسا کہ بلادِ مغرب کی قراء ات تو ایسے آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی تلاوت کرے، کیونکہ قراء ات سنت (متبعہ) ہیں جسے پچھلے اگلوں سے نقل کرتے ہیں۔اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ جس قراء ت کا علم نہیں اس کا انکار کر دیا جائے۔''

[منجد المقرئين:ص۱۲۹]

◉ امام ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آج جو قراء ات ہم تک پہنچی ہیں وہ صحیح اور متواتر ہیں ان کے بارہ میں یہ بات قطعی طور پر ثابت شدہ ہے کہ وہ ائمہ عشرہ اور ان کے رواۃ کی قراء ات ہیں۔ یہ بات علماء کے اَقوال کا ماحصل ہے اور یہی مذہب آج کل شام، عراق، مصر اور حجاز کے لوگوں کا ہے۔'' [النشر:۱/۹]

اگر غامدی صاحب کے بقول عرضۂ اَخیرہ کے بعد اُمت صرف ایک ہی حرف کے ابقاء پر متفق ہوگئی ہوتی تو ناممکن ہے کہ اس کے بعد علماء خوامخواہ ان اَحرف سبعہ کی تفسیر کے متعلق چالیس اَقوال کی حد تک باہم اختلاف کرتے اور یہ بھی ناممکن تھا کہ تمام علماء اس امر پر متفق الرائے ہو جاتے کہ یہ ساتوں اَحرف باقی وثابت ہیں جبکہ اجماعِ علماء حجت ہے لہٰذا ان ساتوں ہی اَحرف کو باقی وثابت تسلیم کرنا ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ